

دل کو نیازِ حسرت دیدار کر چکے!
 دیکھا تو ہم میں طاقت دیدار بھی نہیں
 ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے
 دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں
 بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے اوریاں
 طاقت بہ قدر لذتِ آزار بھی نہیں
 شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سروبالِ دوش
 صحرا میں، اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں
 گنجائشِ عداوتِ اغیار اک طرف
 یاں دل میں، ضعیف سے، ہوس یار بھی نہیں
 فدا نہ لے لے زار سے میرے، خدا کو مان
 آخر نوالے مرغِ گرفتار بھی نہیں
 دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی
 حالانکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں
 اس سادگی پہ کون نہ مرجائے، اے خدا!
 لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

تار بھی جسم پر باقی نہ رہا۔
 جسے ہم ذنار قرار دے لیتے
 اور سمجھتے کہ صنم پرستی کے
 مذہب کا ایک نشان تو ہمارے
 جسم پر موجود ہے۔

۲۔ تشریح: ہمارا
 دل محبوب کے دیدار کی
 حسرت میں ختم ہو گیا۔ گویا
 وہ اس حسرت کی بھینٹ چڑھ
 گیا، لیکن اپنی حالت پر غور
 کیا تو معلوم ہوا کہ ہم میں
 محبوب کے دیدار کی تاب و
 توان بھی موجود نہیں۔ یعنی
 جس مقصد کے لیے ہم نے
 زندگی کے بہترین متاع
 صرف کر دی، اس مقصد
 سے فائدہ اٹھانے کی ہم
 میں طاقت ہی نہیں۔

۳۔ تشریح: خود
 مرزا غالب قاضی عبدالحمیل
 جنونِ بریلوی کو اس شعر کی
 شرح یوں لکھتے ہیں:
 ”اگر تیرا ملنا آسان